Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | ہفتہ ۲۳ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ، ۲۳ فتح ۱۳۶۸ ہش، ۲۳ دسمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۹۱

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میں نے دعا کی ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ نری دعائیں کچھ نہیں کر سکتی ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو اہل حاجت لوگوں کو کس قدر تکالیف ہوتی ہیں۔ مگر حاکم کے ذرا کہہ دینے اور توجہ کرنے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امر سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔ میں دعا کی قبولیت کو اس وقت محسوس کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر اور اذن ہوئے

"یہ ضروری بات ہے کہ بندہ اپنی حالت میں ایک پاک تبدیلی کرے اور اندر ہی اندر خدا تعالیٰ سے صلح کر لے اور یہ معلوم کرے کہ وہ دنیا میں کس غرض کے لئے آیا ہے اور کہاں تک اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے جبتک انسان اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض نہیں کرتا۔ اس وقت تک کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر انسان تبدیلی کر لے تو خدا تعالیٰ پھر رجوع برحمت کرتا ہے اس وقت طبیب کو بھی سوجھ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر کوئی امر مشکل نہیں ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۸)

"میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں۔ جس سے ان کو سرور اور ذوق حاصل ہو، عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلد ہی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لئے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا .... مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے .... انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ (نماز قائم ۔ ناقل) نہ کرے"۔

نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اُسے پی لے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴۳)

ایمان کی بنیاد علمِ غیب پر ہے

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (اول) اللہ آپ سے راضی ہو

"(قرآن کریم) ہر ایک قوم کے لئے جو متقی ہو چکی ہے یا ہو گی یا اس وقت ہے ہدایت نامہ ہے۔ اس کے مبادی میں ایمان بالغیب شرط ہے۔ کیونکہ دنیا میں بھی جس قدر علم صحیح ہیں سب کا مدار فرض یا غیب پر ہے۔ علم ہندسہ ہے اس میں جمع اور تفریق ہی ہے کیونکہ ضرب کیا ہے۔ امثال کی جمع تفریق کیا ہے امثال کی تفریق اور اس جمع تفریق کی بناء فرض ہے۔ چار روپے دس آنہ دو ہزار پانچ روپے دو پائی۔ غرض کوئی روپیہ ہو وہ اس وقت کہاں ہوتا ہے۔ فرضی طور پر جمع یا تفریق کیا جائے گا۔ اسی طرح علم مساحت انجینئرنگ، ڈاکٹری، تجارت، مزارعت میں پہلے ایمان بالغیب ہوتا ہے کاشتکار بیج کو زمین میں سپردِ خاک کرتا ہے اسے کیا معلوم کہ یہ بیج کیسا ہو گا اور کتنا پھل لائے گا۔ پولیس بھی ایماندار ہو تو اپنی کارروائی غیب پر شروع کرے گی۔ پھر صحیح نتیجہ پر پہنچے۔ اسی طرح ایک متقی پہلے اللہ پر، ملائکہ پر، کتب پر، حشر و نشر پر ایمان بالغیب لائے گا۔ پھر اس کتاب کے ذریعہ ہدایت پا کر وہ ان سب کا علم الیقین حاصل کر لے گا۔ مگر یہ ہدایت اسی کو نصیب ہوتی ہے جو دعا مانگنے کا عادی ہو۔ صدقہ و خیرات کرتا ہو"

(خطبات نور جلد دوم صفحہ ۲۴۲)

درد کی لہریں

"یہ درد کی لہریں ہی تو ہیں جو دعا بن کر دل سے اٹھتی ہیں اور فضلوں کی گھٹا بن کر ہم پر برستی ہیں۔ اس لئے اے احمدی! تو اپنے درد کی لہروں کی حفاظت کر اور اس سے مایوس نہ ہو۔ ہاں ان درد کی لہروں کو دعاؤں کے بخارات میں تبدیل کرتا چلا جا"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۴ دسمبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۵)

- عزیزم وسیم احمد شاہ ابن مکرم سید نعیم احمد شاہ صاحب شاہ میڈیکو کو کھیل کے دوران چوٹ لگنے سے بازو میں فریکچر ہو گیا ہے۔ ۲ اپریشن ہوئے ہیں۔
- مکرم ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب شیخ کھوڑ ضلع اٹک ماہ جنوری کے پہلے ہفتہ میں دل کے بائی پاس اپریشن کے لئے لندن جا رہے ہیں۔
- محترمہ حمیدہ ملک صاحبہ دار العلوم ربوہ کی بیٹی ناہید ملک صاحبہ کا گنگا رام ہسپتال میں رسولی کا اپریشن تھا۔ اب دل کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا ہے۔
- محترمہ سیدہ فہمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری محمد اکرم صاحب کچھ عرصہ سے بعارضہ بلڈ پریشر اور شوگر بیمار ہیں اور اب چار پانچ دن ہوئے ان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔
- مکرم علم دین گوجر صاحب آف باہڑیانوالہ کی ہمشیرہ شریفاں بی بی صاحبہ دو ماہ سے بیمار ہیں۔
- مکرم نواز محمود خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ اوسلو (ناروے) کے والد مکرم بشیر احمد خان صاحب آف لاہور ان دنوں شدید بیمار ہیں اور سروسز ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

احباب ان سب مریضوں کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ ، مقام اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳ ، فتح ۱۳۶۸ ہش
۲۳ ، دسمبر ۱۹۸۹ء

ترقی کی رفتار

کیا ہم پہلے سے کم ہوئے ہیں یا زیادہ ؟ یہ سوال ہم کس سے کریں ۔ یہ بات ہم تو جانتے ہی ہیں کہ ہم ایک سے ایک کروڑ ہوگئے ہیں ۔ جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ ہم ہر روز ۔ ہر لمحہ ۔ تعداد میں بڑھتے جا رہے ہیں ۔ پہلے یہ شور تھا کہ ہند و پاک میں جماعت کا تعاقب کر کے اسے ختم کر دیا جائے ۔ اب بات اس سے آگے نکل گئی ہے ۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا میں دورے کر کے ہر ملک میں احمدیہ جماعت کو ختم کیا جائے ۔ گویا کہ جس جماعت کے متعلق پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ اگر ایک ملک میں اسے ختم کر دیا جائے تو یہ جماعت ختم ہو جائے گی ۔ اب ساری دنیا میں دورے کر کے اس جماعت کے خلاف کام کرنے کی ضرورت کا احساس پیدا ہو رہا ہے ۔ اور کچھ لوگ دنیا بھر کے دورے کر بھی رہے ہیں اور واپس آ کر کہہ دیتے ہیں کہ اتنے فیصدی احمدیہ مشن بند کروا دیئے گئے ہیں ۔

یہ باتیں ہم نے اس لئے یاد دلائی ہیں کہ اس کا دوسرا پہلو بھی اجاگر کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ پہلے روز ہی سے مخالفت کا زور رہا ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جماعت کو فرمایا تھا کہ مخالفت کی جائے گی ۔ گھر جلائے جائیں گے ۔ لاشیں قبروں سے نکال کر باہر پھینکی جائیں گی ۔ مال و دولت لوٹا جائے گا اور جانیں تلف کی جائیں گی ۔ اور یہ ساری باتیں شروع سے ہو رہی ہیں ۔ ان میں سے کوئی ایسی بات نہیں جو نہ ہوئی ہو ۔ کبھی کم کبھی زیادہ ۔ اب جو کچھ ہو رہا ہے یہ اسی کا تسلسل ہے جو روزِ اوّل سے ہونا شروع ہوا اور اس ساری مخالفت کے باوجود ہم ایک سے ایک کروڑ ہوگئے ہیں ۔ اب مخالفت جتنی زیادہ ہوتی چلی جائے گی اسی نسبت سے جماعت بڑھے گی ۔ صرف ایک ملک میں نہیں ۔ سارے ملکوں میں ۔ دنیا کے کسی ایک حصہ میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں ۔

ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ جس طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ نے مخالفت کی نشاندہی کی تھی اس طرح یہ بھی فرمایا تھا کہ جتنا جتنا شور بڑھے اتنے اتنے ہم یار نہاں میں نہاں ہوتے چلے جائیں ۔ دعائیں کریں اور خدا تعالیٰ کی پشت پناہی میں ہم غیروں کے ہر قسم کے شور شر سے بے نیاز رہیں ۔ خدا نے چاہا تو یہ دھوئیں کے بادل چھٹ جائیں گے اور جماعت پہلے کی طرح ترقی کرتی چلی جائے گی ۔ یہی ہمارا مقدر ہے ۔ فتح اور فتح نمایاں ۔

جس قدر تیر ہیں چلاؤ تم
مجھ پہ یونہی نہ رحم کھاؤ تم
زخم میرے ہیں میری وجہ نجات
ہر گنہ سے مجھے بچاؤ تم

ابوالاقبال

○

اِک صدی گزری کہ ہم سے برسرِ پیکار ہیں
ہم تو اُلفت ہی کریں گے ، گرچہ وہ بیزار ہیں

وہ ستمگر بن کے دیکھیں ، آرزو کی مستیاں
ہم اُنہیں سمجھیں گے اپنا ، گرچہ وہ اَغیار ہیں

ہم نے دِل کی بات کہہ دی ، پر اُنہیں باور نہیں
جانتے ہیں حالِ دِل ، جو صاحبِ اَسرار ہیں

ترکِ اُلفت ہے قیامت دِل کی دنیا کے لئے
اُن کے دِل کی خیر ہو ، جو مائلِ اِنکار ہیں

اعترافِ عظمتِ انسانیّت کے واسطے
مہر و اُلفت ، آشنائی ، مُستَنَد اَطوار ہیں

اِک صدی سے سُن رہے ہیں اُنکی ہم ملاّحیاں
دِل سے پر وہ جانتے ہیں کہ یہی دِلدار ہیں

کوچۂ مہر و وفا کے سب تقاضے ہیں قبُول
اہلِ دِل سب جانتے ہیں کہ یہی غم خوار ہیں

دِیدۂ دل وا رہے ، تو اہلِ دِل کے واسطے
راستوں میں ہر طرف ، اَنوار ہی اَنوار ہیں

ہم مَحبّت کے امیں ہیں ، نفرتوں سے کام کیا؟
شر پسندی کے جُنوں سے ہم سَدا بیزار ہیں

ہم نے اَمجد ، تلخیوں کے سب تقاضے بھُول کر
مُسکرا کر ہے گزاری ، گرچہ سَو آزار ہیں

یعقوب امجد
کھاریاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلقین عمل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

(۱)

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں :

آج میں جماعت کے نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان کو اپنے اندر محنت اور قربانی کی عادت پیدا کرنی چاہیئے اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ کسی قوم کی حالت ترقی پذیر نہیں ہو سکتی جب تک اس قوم کے خواص و عوام میں محنت اور قربانی کی عادت نہ ہو۔ دنیا میں قوموں پر کئی شکلوں میں مشکلات اور کئی صورتوں میں ابتلاء آتے رہتے ہیں۔ مگر ان سب کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ استقلال اور بہادری سے ایسی مشکلات کا مقابلہ کیا جائے۔ مگر یہ روح تبھی پیدا ہو سکتی ہے جب نوجوان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے انکے مطابق کام بھی کریں۔ یعنی جتنی زیادہ ذمہ داریاں ہوں اتنا ہی زیادہ کام بھی کیا جائے کیونکہ جب تک اندازے کے مطابق کام نہ کیا جائے وہ کبھی نتیجہ خیز نہیں ہوا کرتا۔ اس کے متعلق حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کئی دفعہ ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ کسی بھوکے کے منہ میں صرف ایک لقمہ روٹی کا دینے سے اس کی بھوک دور نہیں ہو سکتی اور کسی پیاسے کے منہ میں ایک قطرہ پانی ڈال دینے سے اس کی پیاس نہیں رک سکتی۔ یعنی جب تک بھوکے کو اتنی غذا نہ مہیا کی جائے جس سے اس کا پیٹ بھر سکے یا جب تک ایک پیاسے کو اتنا پانی نہ دیا جائے جس کو وہ سیر ہو کر پی سکے اس وقت تک نہ وہ بھوکا اور نہ ہی وہ پیاسا بھوک اور پیاس کی تڑپ کو دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی صحت قائم یا بحال ہو سکتی ہے۔ یہی حال کاموں کا بھی ہوتا ہے۔ جتنا بڑا کام ہوتا ہے اس کے لئے محنت صرف کی جائے تو وہ ختم کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اگر کام تو بڑا ہو اور انسان زور تھوڑا لگائے یا محنت کم کرے تو وہ اس کو کبھی سرانجام نہ دے سکے گا۔

مثلاً اگر کسی دریا کا کنارہ ٹوٹ جائے تو اگر کوئی شخص وہاں مٹھی سے مٹی ڈالنا شروع کر دے۔ تو خواہ وہ کتنی بھی مٹھیاں ڈالے مٹی بھی ضائع ہو جائے گی۔ اور دریا کا پانی بھی نہ رک سکے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس کنارے پر ایک ایک پتھر پھینکنا شروع کر دے تو وہ پتھر پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ ہی بہتے چلے جائیں گے۔ اور سوائے اس کے کہ اس شخص کا وقت ضائع ہو اور کوئی نتیجہ نہ نکل سکے گا۔ البتہ اس کام کے لئے اگر یہ انتظام کر دیا جائے کہ اتنے پتھر اور اتنی مٹی وہاں پھینکی جائے جو پانی کو روک سکیں تو پہلے پانی کا زور ٹوٹنا شروع ہو جائے گا۔ اور پھر آہستہ آہستہ پانی بالکل رک جائے گا۔ مثلاً پہلے پانی کے بہاؤ کی طاقت ۱۰۰ تھی اور جب اس طاقت کے مقابلے میں اتنی مٹی اور پتھر ڈال دیئے گئے جن کی طاقت دس تھی تو پانی کی طاقت ۹۰ رہ جائے گی پھر اگر اتنے ہی پتھر، مٹی اور ڈال دیئے جائیں تو پانی کی طاقت ۸۰ ہو جائے گی۔ مٹی اور پتھروں کی طاقت ۲۰ ہو جائے گی اسی طرح جتنی مقدار میں پتھر اور مٹی ڈالی جائے۔ اتنی اتنی مقدار میں پانی کی طاقت کم ہوتی جائے گی۔ آخر ہوتے ہوتے مٹی اور پتھروں کی طاقت پانی کے مقابلے میں زیادہ ہو جائے گی اور پانی رک جائے گا۔ پس کام کے مطابق طاقت کو خرچ کیا جائے تو کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ دریا کے شکستہ کنارے پر مٹھی سے مٹی پھینکنے والا شخص یقیناً پاگل کہلائے گا کیونکہ جب تک کام کے اندازے کے مطابق زور نہ خرچ کیا جائے۔ اس وقت تک صحیح نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اندازہ سے کم یا زیادہ طاقت خرچ کرنا پاگل پن کی بات ہوگی۔

یہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو) کی ایک تقریر ہے جو حضور نے ۱۷ دسمبر ۱۹۴۶ء کو فرمائی ؛

(۲)

جب کوئی قوم بیدار ہو اور اس وقت وہ اپنے اندر اچھی عادتیں پیدا کر لے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ قوم سو جاتی ہے تو اس کی عادت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ اور اس طرح وہ نیکی ضائع نہیں جاتی بلکہ محفوظ رہتی ہے چاہے وہ خود اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ بلکہ کوئی اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں تین قسم کے انسان ہوتے ہیں ایک انسان کی مثال تو اس کھیت کی سی ہوتی ہے جس میں پانی آتا ہے اور وہ اسے اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں سے خوب کھیتی نکلتی ہے۔ اور ایک کی مثال اس زمین کی سی ہوتی ہے جس میں پانی آکر جمع تو ہو جاتا ہے۔ مگر کھیتی نہیں اگتی۔ دوسرے لوگ اس پانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایک کی مثال اس کنکریلی زمین کی سی ہوتی ہے جہاں پانی آتا ہے تو نہ اس زمین میں جذب ہوتا ہے اور نہ اس میں محفوظ رہتا ہے اسی طرح انسان بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں جو الٰہی نور اپنے اندر جذب کرتے ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور ایک ایسے ہوتے ہیں جو خود تو فائدہ نہیں اٹھاتے مگر جس طرح بعض زمینوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے اسی طرح عادت کے طور پر بعض نیک کام ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کا گو انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچے مگر کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ نیکی محفوظ رہتی ہے مثلاً اگر باپ التزام کے ساتھ سوچ سمجھ کر نماز پڑھنے کا عادی ہے اور اس کا بیٹا نماز کا تارک ہے تو پوتا بہرحال نماز کا تارک ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے باپ کو نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن اگر بیٹا نماز تو پڑھتا ہے مگر عادتاً پڑھتا ہے۔ دلی ذوق و شوق کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تو گو وہ اس فائدے سے محروم رہے جو حقیقی نماز پڑھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ مگر نماز اس کے بیٹوں تک ضرور پہنچ جائے گی۔ اور ممکن ہو گا کہ وہ اگلی نسل نماز سے حقیقی فائدہ حاصل کر لے۔ تو عادتاً جو نیکیاں پیدا ہو جائیں وہ بھی قوم کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اور گو عادت کی وجہ سے وہ قوم اس سے خود فائدہ نہ اٹھائے۔ مگر وہ نیکی راستے میں برباد نہیں ہو جاتی بلکہ اگلے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ان میں سے جو فائدہ اٹھانے کے اہل ہوں وہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ اسی لئے جب کسی قوم میں تین چار نسلیں اچھی گذر جائیں۔ اس کے معیاری اخلاق دنیا میں قائم رہتے ہیں۔ مٹتے نہیں۔ اور اگر ایک دو نسلوں میں ہی کمزوری آجائے تو وہ اخلاق راستے میں ہی فنا ہو جاتے ہیں۔ پس اگر کئی اچھی نسلیں گذر جائیں اور ان میں نیکیاں عادت کے طور پر پیدا ہو جائیں تو گو کوئی زمانہ ایسا آجائے کہ وہ اصل نیکی کی روح سے محروم ہو جائیں۔ مگر چونکہ اس کا ظاہر باقی ہوگا۔ اس لئے بعد میں آنے والے اس سے پھر زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نمونہ ان کے پاس موجود ہو گا۔ تو اولادوں کی درستی اور اصلاح اور نوجوانوں کی درستی اور اصلاح اور عورتوں کی درستی اور اصلاح یہ نہایت ہی ضروری چیز ہے۔

نادار مریضوں کیلئے عطایا بھجوائیں

فضل عمر ہسپتال میں نادار اور مستحق مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔ جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیّر احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے نادار بھائیوں کے علاج کے لئے "مد امداد مریضان" میں زیادہ سے زیادہ عطیات بھجوائیں۔

یہ عطیہ جات براہ راست مد امداد مریضاں خزانہ صدر انجمن احمدیہ یا ہسپتال ہذا کے ذریعہ جمع کروائے جا سکتے ہیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط نمبر ۱

تعلیمِ انساں

پروفیسر محمد ارشد چوہدری
مینیجر مبارکہ اکیڈمی ربوہ

آج سے کوئی ڈیڑھ ہزار سال قبل جبکہ دنیا کی تعلیمی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ یورپ ابھی توہمات کے چنگل میں پوری طرح پھنسا ہوا تھا۔ امریکہ خانہ بدوشوں کا ملک تھا۔ ایشیا جہالت کی تاریکی میں پوری طرح ڈوبا ہوا تھا۔ اور افریقہ ابھی تک لباس تک سے عاری تھا۔ جزیرہ نمائے عرب سے ایک صدا اٹھی۔ کہ تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا فرض ہے مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ وہ دنیا کی پہلی قوم ہیں کہ جس نے تعلیم انسان کو اس کا وہ جائز مقام دیا جو باقی اقوام اسے شاید اکیسویں صدی میں بھی نہ دے سکیں۔ اور اس جادو خیز صدا نے اپنا وہ اثر بھی دکھایا۔ جو گو اب تاریخ انسان کا حصہ بن چکا ہے۔ لیکن اب بھی سب کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔

اور پھر وہ وقت بھی آیا۔ کہ تعلیم انساں کی یہ علمبردار قوم خلائے عدم علم میں کچھ اس طرح گم ہوئی۔ کہ ابھی تک اس کا سراغ لگانا ناممکنات میں سے ہے۔ ہاں البتہ انفرادی اور استثنائی سطح پر یہ شمع ہمیشہ روشن رہی ہے۔ اور رہے گی کہ یہ صدا ہی کچھ ایسی ہے کہ جسے دبانا انسانی اختیار سے باہر ہے۔ یا کچھ یوں کہہ لیجیئے۔ کہ یہ صدا انسانی فطرت کی صدا ہے۔ بچوں کے تجسس سے کون واقف نہیں ہے۔ بچہ آنکھیں کھولتے ہی ماحول کی اشیاء کی ماہیت کو پوری کوشش سے جذب کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور مطمئن نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ انکو الٹ پلٹ کر دیکھ، چکھ، سونگھ، سن یا چھو نہ لے۔ یہی وہ فطرت انسانی کی آواز ہے جو حصول علم کی بنیاد ہے۔ اور اسی بنیاد پر علم کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اگر بچے کے اس فطری تجسس کو کمزور نہ ہونے دیا جائے۔ اور اسے مزید اجاگر کرنے کی سعی کی جائے تو بچہ حصول علم میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ یعنی حواس خمسہ کے استعمال کو مؤثر سے مؤثر بنانے کا عمل ہی تعلیم کہلاتا ہے۔ لیکن اگر بدقسمتی سے یا بدانتظامی سے بچے کے اس قدرتی تجسس کو ضائع کر دیا جائے۔ یا کم از کم کند ہی کر دیا جائے تو وہ بچہ باوجود ہزار کوشش کے تحصیل علم سے محروم ہی رہے گا۔

بچوں کے تعلیمی نصاب کی منصوبہ بندی اس مرکزی خیال کے تحت کی جاتی ہے۔ کہ بچے کی عمر۔ اس کے جبلی خواص اور اس کی ذہنی استعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتب۔ تعلیمی کھلونے۔ تعلیمی سامان اور تفریح وغیرہ کو اس طور پر بنایا اور ترتیب دیا جائے۔ کہ بچے کا علمی تجسس تیز سے تیز تر اور خوب سے خوب تر ہوتا چلا جائے تاآنکہ بچے کی علم سے محبت اس کے لاشعور کا مستقل حصہ بن کر علم برائے علم، کا تصور اس کی فطرت کا جزو لاینفک بن جائے۔

یہ بات تازہ ترین تحقیق کی روشنی میں اب ایک معمہ نہیں رہی۔ کہ بچے کا ذہن کن خطوط پر اور کن اصولوں کی بنیاد پہ کام کرتا ہے۔ بچے کو جبلی طور پہ اس بات کا ادراک ہوتا ہے۔ کہ اسے ماحول سے علم جذب کرنے کے لئے سب سے پہلے تجسس بذریعہ حواس خمسہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر بچہ حصول علم کے لئے پانچوں یا پانچوں میں سے زیادہ سے زیادہ حواس سے کام لینا چاہتا ہے۔ وہ اشیاء کو صرف دیکھنے پر قناعت نہیں کرتے۔ بلکہ اسے چھونا۔ چکھنا۔ سننا اور سونگھنا بھی چاہتا ہے۔ اس طرح سے اس کا علم پانچ سطحی ہو کر مضبوطی سے اس کے دماغ میں محفوظ ہو جاتا ہے اور یہی طریق بچوں کے لئے قائم کئے گئے اعلیٰ درجہ کے تعلیمی اداروں کو بھی اپنانا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہی ایک طریق فطرتِ انسانی سے پوری پوری مطابقت رکھتا ہے۔ نرسری اور پری نرسری سکولوں کی کتب کو بڑی بڑی اور رنگارنگ تصاویر سے مزین کیا جاتا ہے۔ ان کتب میں استعمال شدہ حروف اور الفاظ کو ایک خوبصورت منصوبہ بندی کے تحت محدود اور کنٹرول کیا جاتا ہے اس طرح ان سکولوں کے کھلونوں کو بھی بچے کی عمر۔ استعداد اور جبلی خواص کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے۔ بچے کو پانچ حواسی تعلیم سے مزین کرنے کے لئے اس کے لئے مقرر کردہ نصابِ تعلیم کو پانچ حواسی بنایا جاتا ہے۔ اس منصوبہ بندی سے بچے کا فطری تجسس کند ہونے کے بجائے۔ عمر کے ساتھ ساتھ تیز سے تیز تر ہوتا جاتا ہے۔ اور بچے کو مستقبل میں پیش آنیوالے علمی حوادث اور مسائل کا قبلہ درست ہو کر انہی مسائل اور حوادث کو منفی کردار سے ہٹا کر مثبت کردار کی طرف موڑنے کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

اس کے برعکس اگر بچے کو اس کا یہ علمی حق نہ دیا جائے۔ یا غلط صورت میں دیا جائے۔ تو وہی بچہ کچھ عرصہ بعد اپنے اس فطری تجسس کے تعمیری حصہ کو کھو بیٹھتا ہے لیکن چونکہ فطرت انسانی کو دبانا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا یہی فطری خاصہ تخریبی انداز میں نمودار ہوتا ہے۔ یعنی اپنی اس خداداد قوت کو بطریق احسن استعمال نہ کر سکنے کی وجہ سے۔ اسی قوت کو منفی اثرات کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر تعلیم کی ضد جہالت بعینہٖ تخریب بروئے کار آ جاتی ہے۔ جس میں بچے کا قصور اس لئے نہیں ہوتا۔ کہ وہ تو ہے ہی بچہ۔ اس تخریب کاری کی ذمہ داری نظام تعلیم پر عائد ہوتی ہے اور نظام تعلیم میں میرے نزدیک والدین بھی اگر زیادہ نہیں تو کم از برابر کے شریک ضرور ہوتے ہیں یہ الگ بات ہے۔ کہ والدین خود بھی بچے کی فطری اور علمی ضروریات سے واقفیت نہ رکھتے ہوں۔ بہرحال جس طرح کسی قانون سے لاعلمی اس سے متعلقہ جرم کا جواز نہیں ہوا کرتی۔ بالکل اسی طرح بچے کی تعلیمی ضروریات جن میں اس کی جذباتی اور جبلی ضروریات بھی شامل ہیں۔ سے ناواقفیت تعلیمی جرائم کا جواز نہیں بن سکتی۔ ذمہ داری بہرصورت پہلی نسل کی ہی ہوتی ہے۔ بعد کی نسل کی نہیں۔ یہاں پہ بچے کی تعلیم کے مناسب اور موزوں انتظام کی ذمہ داری پر بحث ضروری ہے کسی بھی مہذب معاشرے میں یہ ذمہ داری صرف والدین ہی کی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان افسران اور منتظمین تعلیم کی بھی ہوتی ہے جنہیں معاشرے نے یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ بچہ صرف والدین ہی کا بچہ نہیں ہوتا۔ وہ جماعت یا قوم کا بچہ بھی ہوتا ہے۔ ہر بچہ ایک خاندان کا فرد ہونے کے علاوہ کسی جماعت یا قوم کا فرد بھی ہوتا ہے۔ بلکہ وہ تو دنیا بھر کا شہری ہوتا ہے۔ اگر کسی جماعت۔ قوم یا پھر دنیا کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ ایک اچھے شہری یا فرد کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائے۔ یا ایک برے شہری یا فرد کی برائی پر اسے سرزنش کرے۔ تو اس جماعت۔ قوم یا دنیا کا یہ بھی فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ابتداءً اس فرد کی مثبت صلاحیتوں کی پرورش میں حصہ لے۔ اور اس کی منفی صلاحیتوں کی شروع ہی سے اصلاح کی کوشش بھی کرے۔ ورنہ تو یہ ایک کھلی کھلی ناانصافی کی بات ہوگی۔ کہ پہلے تو بچے کی مناسب تعلیم کا بندوبست نہ کر کے اسے ایک غیر مفید وجود بنا لیا جائے اور پھر اس کے غیر مفید ہونے پر اسے سزا دی جائے۔ ہر ذمہ دار افسر یا منتظم تعلیم قوم کے سامنے بھی جوابدہ ہوتا ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی یقیناً جوابدہ ہوگا۔ اس ذمہ داری کی بحث کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی ہے۔ کہ یہ جرم ہر روز ہوتا ہے لیکن ملکی اور ثقافتی حالات کے حوالے سے منتظمین کی جوابدہی کم از کم اس دنیا میں تو نہیں ہو رہی۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں یہ احساس دلایا جائے۔ کہ وہ جوابدہی سے تو کسی صورت فرار حاصل نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر کچھ دیر سے ہو۔ تو وہ الگ بات ہے۔

ہماری قوم کا سب سے بڑا المیہ درحقیقت یہی ہے۔ کہ یہاں پر تعلیم و تربیت کو تو عملاً صرف والدین کی ذمہ داری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ناقص تعلیم و تربیت کے نتیجے کے طور پر جو حالات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری نہ تو والدین ہی اور نہ ہی منتظمین تعلیم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ جبکہ یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے والدین اور منتظمین تعلیم کی۔ بچہ خود تو اپنا نظام تعلیم نہیں بناتا۔ پھر اگر تعلیم کے درخت کو شائستگی اور خوش اخلاقی کے پھول اور پھل نہیں لگ سکے۔ تو بچہ کس منطق کے نتیجے میں قصوروار ٹھہرا۔ تعلیم کا تو مقصد اول ہی یہی ہے کہ بچہ میں خوش خلقی۔ خوش اطواری۔ خوش گفتنی۔ خوش پوشی اور خوش فکری پیدا کی جائے۔ اگر کوئی نام نہاد نظام تعلیم یہ نتائج پیدا نہ کر سکے تو یہ اسی نظام کا قصور ہے۔ نہ کہ کسی اور کا۔ بحث طویل ہے۔ اسی پہ بس کرتا ہوں۔ کہ کہیں اتنی سی بات پہ ہی دھر نہ لیا جاؤں۔

اب پھر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ مؤثر اور مفید تعلیم انسانی کے حصول کے لئے وہ کون سے ذرائع ہیں۔ جن کو اختیار کرنے سے۔ ہمارے تعلیمی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ پہلا ذریعہ جس کا اظہار میں قبل ازیں کر چکا ہوں۔ کہ نرسری اور پری نرسری تعلیم کو پنج حواسی بنائے بغیر وہ بنیاد ہی نہیں رکھی جا سکتی۔ جس پر کہ علم کی عمارت تعمیر ہو سکے۔ دوسرا فطری ذریعہ بھی خود بچے ہی کے جبلی ادراک سے عیاں ہے۔ جب تک بچہ زبان اور اظہار کی قوت سے عاری ہوتا ہے۔ وہ حواس خمسہ سے کام لے کر اپنے علم کو پنج حواسی بنا کر مضبوط کرتا ہے۔ لیکن جونہی اسے گویائی عطا ہوتی ہے۔ وہ اپنے اس پنج حواسی علم کو قوت گویائی سے تقویت دینا شروع کر دیتا ہے۔ نوبت بایں جا رسید۔ کہ جب بچے کو زبان لگ جاتی ہے۔ تو وہ سوالوں کی بوچھاڑ سے سب کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناک میں دم کر دیتا ہے ۔ یہی وہ دوسرا ذریعہ تعلیم ہے ۔ جسے میں نے قبل ازیں صلاحیت زبانی کی اصطلاح بنا کر ادا کیا ہے زبان کے بغیر انسان بے زبان ہوتا ہے ۔ اور بے زبان جاندار بیچارے تو علم اور معرفت کا ادراک رکھ ہی نہیں کرتے یہی صورتِ حال انسانی فطرت کا خاصہ بھی ہے زبان کا علم حاصل کئے بغیر باقی علوم کا حصول ناممکن ہوتا ہے ۔ چنانچہ پرائمری سطح پر بچے کی تعلیم صرف "علم زبان" تک ہی محدود ہونی چاہیے ۔ علم زبان سے میری مراد ۔ زبان کی بناوٹ ۔ اس کا استعمال از قسم بولنا ۔ لکھنا پڑھنا ۔ اور سُن کر سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا بھی ہے ۔ اور اس سے زائد بھی ۔ زبان کی منطقی ترتیب ۔ زبان کا بہتر سے بہتر استعمال اور الفاظ کا موزوں انتخاب وغیرہ بھی اسی ذیل میں آتے ہیں ۔ فطرت پہ نظر کر کے دیکھئے ۔ کہ بچہ سب سے پہلے بولنا اور سُننا سیکھتا ہے اور پھر پڑھنا اور لکھنا ۔ یہی ترتیب اس کے فطری تقاضوں کے قریب ترین ہے ۔ اور یہی سب سے مؤثر ترتیب بھی ہے ۔ اس ترتیب سے انحراف علمی تخریب کاری کا موجب بنتا ہے ۔ ویسے بھی عملی زندگی میں بولنے اور سننے کو پڑھنے اور لکھنے پر فوقیت حاصل ہے نارمل بچوں میں تو بولنے سے پہلے لکھنے اور پڑھنے کا تصور بھی محال ہے ۔ معذور بچوں میں البتہ یہ ترتیب بدل سکتی ہے ۔ لیکن اس بے ترتیبی کے نتائج بھی ہمارے سامنے موجود ہیں ۔ خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ پرائمری سطح پر زبان کی مؤثر تعلیم دیئے بغیر بچے کو لکھنے پڑھنے پر لگانا اسے معذور بنانے کے مترادف ہے ۔ تیسرا ذریعہ تعلیم جسے میں نے "صلاحیت مقداری" کا نام دیا ہے ۔ بھی پرائمری سطح تعلیم کی ضروریات میں سے ہے ۔ کیونکہ زبان کو منطقی بنانے کے لئے ضروری ہوتا ہے ۔ کہ "صلاحیت مقداری" کی تعلیم کا موزوں بندوبست کیا جائے ۔

صلاحیت مقداری سے میری مراد منطقِ ریاضیات سے ہے ۔ یعنی وہ صلاحیت جو ریاضیات کے اصول و قواعد ہمارے ذہن میں اجاگر کرتے ہیں ۔ مثلاً بے دلیل بات نہ کرنا ۔ بات کے منطقی نتائج سے واقف ہونا ۔ منطقی ممکنات اور غیر ممکنات کا علم اور بات کی بنیاد فراہم کرنا وغیرہ وغیرہ اس مقصد کے حصول کے لئے جمع ۔ تفریق ضرب اور تقسیم کے علاوہ آپریشنز سے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ضروری ہے ۔

پرائمری سطح پر حصول تعلیم کے لئے ان تین ذرائع ۔ یعنی پنج حواسی ۔ صلاحیت زبانی اور صلاحیت مقداری کے علاوہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ بلکہ ان میں اضافہ انتہائی غیر متوقع نتائج پیدا کرتا ہے تعلیم کی مثبت ہیئت ۔ منفی ہیئت میں تبدیل ہو جاتی ہے ۔ جس کا خمیازہ فرد ۔ خاندان اور سوسائٹی سبھی کو بھگتنا پڑتا ہے ۔ ان ذرائع سے تجاوز دراصل فطرتِ انسانی سے ٹکراؤ کے نتیجے کے طور پر انتہائی غیر مفید ثابت ہوتا ہے جیسا کہ جب سے ہمارے ملک میں پرائمری کے بچوں کو کتابوں سے لاد دیا گیا ہے ۔ بالکل اسی وقت تعلیم ۔ تعلیم تک نہیں رہی ۔ بلکہ جہالت اور تخریب کاری کی حدوں کو چھونے لگی ہے ۔ اس غلطی کا مداوا جس قدر جلد کیا جا سکے ۔ اسی قدر بہتر ہوگا ۔

"ثانوی سطح پر نظام تعلیم کا جائزہ لینے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ کہ پرائمری تعلیم کے عمومی پہلوؤں پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے ۔ مثلاً پرائمری تعلیم کی ہمہ گیری لازمی پرائمری تعلیم اور نظام امتحانات وغیرہ ۔

پرائمری تعلیم کی ہمہ گیری

پرائمری تعلیم نہ صرف ہر انسان کا پیدائشی حق ہے ۔ بلکہ اس کا مہیا نہ ہونا کسی جماعت ملک ۔ قوم یا دنیا کے لئے بے حد خطرناک نتائج کا حامل ہو سکتا ہے ۔ مقامی حالات سے باخبری ۔ ملکی اور بین الاقوامی حالات سے واقفیت ۔ اخبارات وغیرہ کے مطالعہ کی اہلیت وغیرہ ایسے امور ہیں ۔ کہ جن کے بغیر ملوکیت ۔ سامراج اور استحصالی معاشرہ تو قائم رہ سکتا ہے ۔ لیکن ایک مہذب معاشرے کی تشکیل وجود میں نہیں آسکتی ۔ کوئی بھی انسان صرف روٹی پر زندہ نہیں رہ سکتا ۔ اسے ایک معاشرے میں رہنا ہوتا ہے ۔ جس کے لئے اسے ایک مخصوص سطح تک ادراکِ معاملات کی ضرورت پیش آتی ہے اس نے کسی ملک میں رہنا ہوتا ہے ۔ جس کے قوانین ہر کس و ناکس پر لاگو ہوتے ہیں یا کم از کم انہیں ہر کسی پر لاگو ہونا چاہیئے ۔ اس کے کچھ حقوق ہوتے ہیں ۔ اور کچھ ذمہ داریاں جن کا ادراک اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری میں ممد ثابت ہوتا ہے ۔ اور اگر پرائمری تعلیم مناسب حالات ۔ معقول ۔ بامقصد اور فطری تقاضوں سے ہم آہنگ ہو ۔ تو صرف اسی قدر تعلیم انسان کے اندر کے حیوان کو سدھانے کے لئے کافی ثابت ہو سکتی ہیں ۔ بہر حال سدھایا ہوا حیوان ۔ وحشی حیوان سے زیادہ کار آمد اور کم خطرناک ہوتا ہے ۔

لازمی پرائمری تعلیم

تعلیم جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حقوق انسانی میں سے ایک حق ہے کسی جماعت قوم یا سوسائٹی کو یہ حق حاصل نہیں ہے ۔ کہ وہ کسی بچے کو اس کے پیدائشی حق سے محروم رکھے ۔ مؤثر پرائمری تعلیم ہر نسل کا اپنے سے پہلے والی نسل پر حق ہے ۔ جو اسے بہر صورت ملنا چاہیئے ۔ لازمی تعلیم کے کچھ لوازمات ہوتے ہیں ۔ جنہیں پورا کرنا پڑتا ہے اوّلاً ۔ لازمی تعلیم میں ایک کلاس سے دوسری کلاس تک ترقی آٹو میٹک ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہر نئے بچے کو داخل کرنا لازمی ہوتا ہے ۔ اور اگر بچوں کو فیل کر کے پہلی کی کلاسوں میں روک لیا جائے تو نئے داخلوں کے لئے جگہ اور سہولیات میں کمی آجاتی ہے ۔ دوسرے الفاظ میں نئے بچوں کا حق پرانے بچوں کو دینا پڑتا ہے ۔ اب چونکہ بعض بچوں کی تعلیمی استعداد اگلی کلاس میں جانے کے لئے کافی نہیں ہوتی ۔ ان کے لئے علیحدہ ریمیڈیل کلاسوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے ۔ تاکہ وہ اگلی کلاسوں میں بھی چلے جائیں ۔ اور ان کی پچھلی کمی بھی ساتھ ہی ساتھ پوری ہوتی رہے ۔ کمی پوری کرنا بھی ادارے ہی کی ذمہ داری ہوتی ہے نہ کہ والدین کی ۔

لازمی تعلیم کا دوسرا لازمہ یہ ہوتا ہے کہ تعلیم فری ہوتی ہے ۔ یعنی تمام اخراجات سوسائٹی کو برداشت کرنا پڑتے ہیں ۔ ورنہ غرباء پر لازمی تعلیم کا قانون لاگو نہیں کیا جا سکتا ۔

نظام امتحانات

لازمی تعلیم کا تیسرا لازمہ نظام امتحانات کا بامقصد اور مؤثر ہونا ہوتا ہے پرائمری تعلیم کے اختتام پر ایک مقابلے کا پبلک امتحان ہوتا ہے ۔ جس کا مقصد بچوں کو پاس یا فیل کرنا ہرگز نہیں ہوتا ۔ بلکہ ایک میرٹ لسٹ تیار کرنا ہوتا ہے ۔ جس سے بچے کی استعدادِ علمی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔ لسٹ میں ہر بچے کا نام اور اس کے حاصل کردہ نمبر موجود ہوتے ہیں ۔ امتحان کے دوران ہی ہر بچے سے تین یا زیادہ ہائی سکولوں کے نام ترجیح کی ترتیب سے لئے جاتے ہیں ۔ کہ وہ سب سے پہلے کس ہائی سکول میں داخل ہونا پسند کرے گا ۔ دوسرے نمبر پر کس سکول میں اور تیسرے نمبر پر کس سکول میں وغیرہ ۔ اس کا نتیجہ اس کی پہلی ترجیح والے سکول میں بھیج دیا جاتا ہے ۔ اور اگر وہ اس سکول کے میرٹ پر نہ آسکے ۔ تو وہ سکول از خود ہی اسے دوسری ترجیح والے سکول میں بھیج دیتا ہے ۔ وعلیٰ ھذا القیاس ۔ اور اگر وہ کسی بھی سکول کی میرٹ لسٹ پر نہ آسکے ۔ تو اسے سپیشل سکول میں بھیج دیا جاتا ہے ۔ بہر صورت اسے تعلیم جاری رکھنے سے روکا نہیں جاتا ۔ (باقی)

دین حق کی حقیقت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

"دین حق کی حقیقت تب کسی میں متحقق ہو سکتی ہے کہ جب اس کا وجود مع اپنے تمام باطنی اور ظاہری قویٰ کے محض خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کی راہ میں وقف ہو جاوے اور جو امانتیں اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں پھر اسی معطی حقیقی کو واپس دی جائیں اور نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ عمل کے آئینے میں بھی اپنے (مذہب) اور اس کی حقیقت کاملہ کی ساری شکل دکھلائی جاوے یعنی شخص مدعی دین حق یہ بات ثابت کر دیوے کہ اس کے ہاتھ اور پیر، دل اور دماغ اور اس کی عقل اور اس کا فہم اور اس کا غضب اور اس کا رحم اور اس کا حلم اور اس کا علم اور اس کی تمام روحانی اور جسمانی قوتیں اور اس کی عزت اور اس کا مال اور اس کا آرام اور جو کچھ اس کا سر کے بالوں سے پیروں کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن کے ہے، یہاں تک کہ اس کی نیات اور اس کے دل کے خطرات اور اس کے نفس کے جذبات سب خدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء اس شخص کے تابع ہوتے ہیں ، اور دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے ۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کیلئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کیلئے اپنے اوپر رنج گوارا کریں ۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے کو تیسا

مجھے اپنی ۲۶ سالہ صحافتی زندگی میں ایسے متعدد واقعات قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جو نہ بھلائے بھول سکتے ہیں نہ ہی ان کے انمٹ نقوش قلب و دماغ پر سے محو ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض واقعات محض دلچسپی کا سامان لئے ہوئے ہیں اور بعض واقعات اپنے اندر عبرت کا ہزار سامان رکھتے ہیں۔ کتنے ہی مذہبی اور سیاسی رہنماؤں سے ملنے اور ان کے خیالات سننے کا موقع ملا جو آج دنیا میں موجود نہیں لیکن ان کی باتیں اور ان کی یادیں آج بھی ذہن میں تازہ ہیں۔ آج سے ۲۶ سال پہلے کا ایک واقعہ جس کا میں عینی شاہد ہوں، آج کی صحبت میں قارئین کرام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں ان دنوں روزنامہ کوہستان سے وابستہ تھا اور جماعت اسلامی کا کل پاکستان اجتماع لاہور میں راوی روڈ پر باغ بیرون بھاٹی گیٹ منعقد ہوا تھا۔ میں بحیثیت رپورٹر اس اجتماع کی رپورٹنگ کے لئے جلسہ گاہ میں پہنچا۔ مخدومی و محترمی مولانا کوثر نیازی اس وقت تک جماعتِ اسلامی سے وابستہ تھے اور پنڈال میں اخباری نمائندوں کو ان کی نشستوں تک پہنچانے اور پریس سے رابطہ رکھنے کی ذمہ داری ان کی تھی۔ مولانا محترم کی تحریریں تو کئی سالوں سے پڑھ رہا تھا لیکن ان سے متعارف ہوئے ابھی بمشکل ایک سال ہی گزرا تھا۔ اس کے باوجود جب بھی اور جہاں بھی ان سے ملاقات ہوتی بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ الحمد للہ راقم کے ساتھ ان کا حسن سلوک اور شفقت آج بھی جاری ہے۔ اگرچہ مولانا نے لاہور کو خیرباد کہہ کر اسلام آباد کو مستقر بنا لیا ہے لیکن اسلام آباد میں جب کبھی جانا ہوتا ہے تو کوشش کر کے حاضری دے لیتا ہوں اور کچھ نہ ہو تو ٹیلیفون پر ہی علیک سلیک ہو جاتی ہے۔ مولانا کوثر نیازی کو اللہ تعالیٰ نے صحت و توانائی اور مردانہ حسن سے خوب نوازا ہے اور ۱۹۶۳ء میں آج سے ۲۶ سال پہلے تو وہ سراپا حسن و مجسمہ صحت تھے وہ پوری مستعدی سے پنڈال میں سٹیج کے قریب مصروف کار تھے۔۔۔۔۔۔

اس اجتماع میں حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی تھی اور موقف یہ اختیار کیا گیا تھا کہ چونکہ قریبی آبادی کے لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ انہیں جماعت کے نظریات اور خیالات سے اتفاق نہیں اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ جماعت کے مقررین کی آواز سنیں۔ ممکن ہے حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت نہ دینے کی کوئی اور وجہ بھی ہو لیکن میری یادداشت میں صرف یہی ایک وجہ محفوظ رہ گئی ہے۔ جو مولانا نے اپنے خطبے میں بیان کی تھی۔ ہمارے یہاں سیاسی مخالفین کو تنگ کرنے ان پر طرح طرح کی پابندیاں لگانے انہیں زچ کرنے کی رسم کوئی نئی بات نہیں۔ اس کا آغاز قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہو گیا تھا۔ سیاسی مخالفین کے جلسے الٹانے کی بری رسم بھی پڑ گئی تھی۔

یہ ناپسندیدہ روایت وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ توانا ہوتی چلی گئی اور آج بھی کسی نہ کسی صورت میں سیاسی مخالفین کے ساتھ اسی قسم کا تھوڑا بہت "حسن سلوک" دیکھنے میں آتا ہے لیکن وہ دَور مغربی پاکستان پر نواب آف کالا باغ کے اقتدار و حکمرانی کا دور تھا جو اپنے سیاسی مخالفین کو برداشت کرنے کا اس لئے حوصلہ نہیں رکھتے تھے کہ ان کا مزاج خالصتاً اس جاگیردار کا مزاج تھا جو عوام کو اپنے مزارع خیال کرتا تھا۔ انہیں بعض لوگ سخت گیر اور کامیاب منتظم خیال کرتے ہیں۔ لیکن اسی دَور میں باقی بلوچ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہ تو بچ گئے لیکن ایک صحافی ضمیر قریشی مرحوم قاتل کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ باقی بلوچ ان دنوں مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر تھے اور اسمبلی میں حکومت کے ... لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ بات اپنے موضوع سے کچھ ہٹتی جا رہی ہے۔ ذکر ہو رہا تھا کہ اس اجتماع میں ضلعی انتظامیہ نے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا ۔۔۔ خطاب شروع ہوئے بمشکل دس پندرہ منٹ گزرے تھے کہ پنڈال سے باہر کچھ غلیظ نعرے بازی سنائی دی۔ کچھ لوگوں کے بھاگنے کی آوازیں آئیں۔ خشت باری کی آواز صاف سنائی دینے لگی۔ پنڈال کے اندر بھی ایک آدھ اینٹ آکر گری۔ خیموں کے رسے کٹنے لگے اور شامیانے سامعین پر گرنے لگے۔ اخباری نمائندوں میں بھی کھسر پھسر ہونے لگی۔ میں اخباری نمائندوں کی صف میں آخری کونے پر بیٹھا تھا۔ میں نے اٹھ کر باہر جھانکا تو معاملہ خاصا دگرگوں نظر آیا۔ فٹ پاتھ اور سڑک کے قریب قرآن مجید، تفہیم القرآن کی جلدیں اور دوسرا لٹریچر بکھرا ہوا تھا۔ سٹال الٹ دیئے گئے تھے سڑک کے درمیان میں کھڑے بعض نوجوان خیموں کی طرف اینٹیں اور بوتلیں پھینک رہے تھے ان لوگوں نے خواتین کو بھی معاف نہ کیا اور ان کے خیموں پر بھی خشت باری کی اور سوڈے کی بوتلیں پھینکیں۔ کچھ لوگ فٹ پاتھ پر حلقہ بنائے کھڑے تھے اور ایک شخص ان کے درمیان بے سدھ پڑا تھا۔ معلوم ہوا کہ حملہ آوروں نے اسے گولی کا نشانہ بنا دیا ہے اس نے حملہ آوروں کو قرآنِ مجید کی جلدیں زمین پر پھینکنے اور کتابوں کے سٹال الٹنے سے منع کیا تھا۔ یہ مرحوم اللہ بخش تھا اس کی اہلیہ محترمہ اور ایک بچی بھی ساتھ تھی اس وقت ماں بیٹی کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان پر کیا بیت چکی ہے۔ پنڈال کے اندر بھی فائر کئے گئے لیکن خیر گزری کہ کسی شخص کو نقصان نہ پہنچا۔ مولانا عبدالوحید خان جو کوہستان میں ہمارے رفیق کار بھی رہے۔ نوجوانوں کی طرح ایک جانب دوڑتے دکھائی دیئے انہیں پتہ چلا تھا کہ اللہ بخش کا ایک قاتل پکڑ لیا گیا ہے۔ میں بھی ان کے پیچھے دوڑا۔ کچھ فاصلے پر لوگوں نے ایک گورے چٹے نوجوان کو پکڑا ہوا تھا۔ لیکن کسی نے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ البتہ اسے پولیس کے حوالے کرنے کی باتیں ہوئیں۔

مرحوم اللہ بخش فیصل آباد کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے اور حلقہ متفقین سے تعلق رکھتے تھے اگر میری یادداشت دھوکہ نہیں دے رہی تو جماعت کے ایک معتبر شخص نے مجھے بتایا کہ اللہ بخش ایک غریب لیکن دیندار آدمی تھے۔ وہ زاد راہ کے طور پر بھنے ہوئے چنے ساتھ لے کر آیا ہوا تھا۔ اس سارے واقعہ کے دوران پولیس خاموش تماشائی بنی کھڑی رہی اور قاتل اور حملہ آوروں کا تعاقب کرنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بے گناہ شخص کے قاتل شہر میں دندناتے پھرتے رہے لیکن مکافاتِ عمل سے مفر محال ہے۔ کیا یہ ظلم کی بات نہ تھی کہ ایک دینی و سیاسی جماعت کے اجتماع پر حملہ کیا جائے ایک بے گناہ شخص کو قتل کر دیا جائے۔ اور صوبے کا حاکم ٹس سے مس نہ ہو اور وہ شہر میں ہوتے ہوئے بھی ایک بے گناہ شخص کے قاتلوں کی گرفتاری کا حکم صادر نہ کرے لیکن خون ناحق رائیگاں نہیں جایا کرتا۔ جن حکمرانوں کے سامنے پرامن شہری کسی پیشہ ور قاتل کا نشانہ بن جائیں اور وہ قاتل کو قانون کی گرفت میں لانے کی بجائے اسے تحفظ فراہم کریں وہ بے کس اور بے بس انسان سے تو بچ سکتے ہیں لیکن خدا کے قہر و غضب اور انتقام سے انہیں کون بچا سکتا ہے۔ ملک امیر محمد خان گورنر مغربی پاکستان کو جس طرح اقتدار سے ہٹایا گیا وہ "دن بدلتے رہتے ہیں" کی زندہ مثال تھی اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں جس طرح قتل ہوئے اس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

"اے عقل والو غور کرو"

اللہ بخش کا مدفن تو یقیناً آج بھی محفوظ ہو گا لیکن بعض حلقے ملک امیر محمد خان کے مدفن کے متعلق بعض شکوک و شبہات کا اظہار بھی کرتے ہیں ہمارے ہاں تشدد کی جس سیاست کا آج دور دورہ نظر آتا ہے اس کو پروان چڑھانے میں ہمارے ماضی کے بعض حکمرانوں کا کردار بڑا نمایاں ہے لیکن یہ طرزِ عمل اور اندازِ فکر قوم کے لئے زہر قاتل کا درجہ رکھتا ہے یہ کل بھی غلط تھا۔ آج بھی غلط ہے اور کل بھی غلط رہے گا۔ اس کی حوصلہ افزائی کرنے والے خود بھی تشدد کی سیاست کی بھینٹ چڑھ سکتے ہیں۔ (جنگ لاہور مورخہ ۹ نومبر ۸۹ء)

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل خواتین نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے عطیات بھجوائے ہیں۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے شمار فضلوں سے نوازے۔

- محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ والدہ شیخ انعام الٰہی صاحب (امریکہ) اپنے والد مکرم خواجہ عبدالعزیز صاحب ڈار آف آسنور کشمیر اور اپنے میاں مکرم شیخ محبوب الٰہی صاحب ایڈووکیٹ کی طرف سے (دونوں صاحبان وفات پا چکے ہیں) -/۲۰۰ روپے
- محترمہ صفیہ نسیم النساء صاحبہ -/۱۰۰ روپے
- محترمہ بیگم مبارک احمد صاحب گلشن اقبال۔ کراچی -/۱۰۰ روپے
- محترمہ شوکت صاحبہ (الوسیم جیولرز) کراچی -/۱۰۰ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

وصایا

ضروری نوٹ :۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز
ربوہ

مسل نمبر ۲۷۲۶۰ :۔ ACIH WIHARTA WIDOW/O WIHARTA پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۵۵ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) دھان کا کھیت برقبہ ۷۰۰ مربع میٹر مالیتی -/۵۰۰.۰۰۰ روپے (۲) حق مہر -/۱۰.۰۰۰ روپے کل جائیداد -/۵۱۰.۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/5.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں اور مبلغ -/۳۶.۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامتہ MRS ACIH WIHARTA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ MUMUH ALMUHSIN BIN R.H. BURHAN AFANDI INDONESIA ۔ گواہ شد نمبر۲ HASAN SANDI BIN ASTRA INDONESIA.

مسل نمبر ۲۷۲۶۱ :۔ محمد عبدالرشید ملک ولد مولوی محمد احمد ثاقب قوم راجپوت پیشہ انجینئر عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن الحمرا دارالعلوم غربی ربوہ حال مانٹریال کینیڈا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۳/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ رہائشی پلاٹ برقبہ ۲ کنال واقع جناح ٹاؤن ملتان روڈ نیاز بیگ لاہور موجودہ قیمت اندازاً -/۴،۰۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۱۰۰ ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد عبدالرشید ملک دارالعلوم غربی ربوہ حال کینیڈا۔ گواہ شد نمبر۱۔ حافظ زادہ عزیز الرحمٰن وصیت نمبر ۲۰۷۴۲۔ گواہ شد نمبر۲۔ کمال الدین جیب وصیت نمبر ۱۷۴۳۱۔

مسل نمبر ۲۷۲۹۹ :۔ میں حافظ محمد امجد عارف ولد محمد عالم صاحب قوم کلیار پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مقام حیات سرگودھا حال جاپان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۴۰.۰۰۰ Y روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد حافظ محمد امجد عارف ناگویا جاپان۔ گواہ شد نمبر۱۔ مغفور احمد منیب وصیت نمبر ۲۰۵۵۹۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد یونس وصیت نمبر ۲۴۴۴۶۔

مسل نمبر ۲۷۳۰۰ :۔ SARAH CAMASTRAL W/O MAHBUBUL HAQ CAMASTRAL پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت ۲۳/۲/۸۷ ساکن سوئٹزرلینڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر -/SFR. 2.000 بذمہ خاوند۔ اس وقت مجھے مبلغ -/SFR 1000 ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ـ SARAH CAMASTRAL سوئٹزرلینڈ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مسعود احمد ابن عبدالرحیم ZÜRICH سوئٹزرلینڈ۔ گواہ شد نمبر۲۔ مبارکہ مسعود دختر محمد بخش زیورچ سوئٹزرلینڈ۔

بازیافتہ تصاویر

"دو عدد پاسپورٹ سائز تصاویر ایک خاکی رنگ کے لفافے میں بند ملی ہیں لفافے کے اوپر غلام رسول لکھا ہوا ہے اور ڈسکہ کے کسی فوٹوگرافر کی مہر بھی لگی ہوئی ہے جن صاحب کی یہ تصاویر ہوں دفتر الفضل سے لے لیں۔

ولادت

- مکرم ناصر احمد صاحب ورک کارکن دفتر امانت تحریک جدید کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۳، دسمبر ۱۹۸۹ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے سلمیٰ ناصر عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و درازی عمر عطا فرمائے۔
- مکرم مبشر احمد صاحب اور نصرت مبشر صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے ۷، دسمبر ۱۹۸۹ء کو شاہدرہ (لاہور) میں پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ نومولود کا نام لقمان احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم محمد رفیق صاحب آف شاہدرہ کا پوتا اور مکرم چوہدری عثمان غنی صاحب صدر جماعت احمدیہ چندر کے منگولے کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے

سانحہ ارتحال

- مکرم منصور احمد صاحب تاثیر کی والدہ محترمہ امتہ السلام صاحبہ اہلیہ مولوی محمد احمد صاحب نعیم مربی سلسلہ جو کہ حضرت مولوی غلام علی صاحب راجیکی کی بیٹی اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی بھتیجی تھیں مورخہ ۱۳، دسمبر ۸۹ء بروز بدھ بقضائے الٰہی اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔

موصوفہ ۱۹۴۹ء سے موصیہ تھیں۔ تہجد گزار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ شفقت اور محبت کے ساتھ محلہ میں بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی تھیں اور لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں متعدد شعبہ جات میں سلسلے کی خدمت کرتی رہیں اور آخر میں محلہ کی موصیات کی نائب صدر تھیں۔ انتہائی استقامت کے ساتھ اپنی بیماری میں بھی اپنے فرائض ادا کرتی رہیں اور دعائیں کرنے والی نافع الناس ہستی تھیں۔ موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ آپ نے پسماندگان میں چھ بیٹے تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ وناصر ہو۔

"جماعتی نظام کا یہ کام ہے کہ وہ افراد جو فی الواقعہ اور فی الحقیقت اس قابل نہیں کہ اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھا سکیں، ان کے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے کا مناسب انتظام کرے ۔۔۔۔ چاہے اس پر رقم خرچ کرنی پڑے"!

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

مدرسۃ الحفظ میں چند طلبہ کے داخلہ کی گنجائش ہے۔ داخلہ کے لئے انٹرویو مورخہ ۲۸، دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح ۹ بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔ داخلہ کے نئے شرائط درج ذیل ہیں۔

۱ ــــ طالب علم پرائمری پاس ہو۔

۲ ــــ عمر ۱۲، سال سے زائد نہ ہو۔ پرائمری پاس طالب علم جس کی عمر ۱۰، سال ہو کو ترجیح دی جائے گی۔

۳ ــــ طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ناظرہ اچھی طرح اور مکمل پڑھا ہوا ہو اور حافظہ اچھا ہو۔

درخواستیں انٹرویو سے پہلے اپنے امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق اور والد صاحب کی تصدیق کے ساتھ نگران مدرسۃ الحفظ کے نام بھجوائیں۔

نوٹ: ــ انٹرویو کے وقت پرائمری پاس کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

نگران مدرسۃ الحفظ۔ ربوہ

امدادِ مریضاں فضل عمر ہسپتال

مندرجہ ذیل احباب نے مد امداد مریضاں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں پانچ صد یا اس سے زائد رقوم بھجوائی ہیں ان کے اسماء گرامی بغرض دعا شائع کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ مکرم میاں عبداللطیف صاحب شاہ کوٹی -/۵۰۰
۲۔ مکرم شاہد احمد صاحب و ریحانہ انیس صاحبہ -/۶۰۰
۳۔ مکرم چوہدری ممتاز ظفر صاحب ربوہ -/۵۰۰
۴۔ مکرم جمال الدین صاحب بمعہ فیملی ناظم آباد کراچی -/۵۰۰
۵۔ مکرمہ محمودہ بیگم اہلیہ مکرم بشیر احمد بٹر صاحب نارنگ منڈی لاہور -/۱۱۱۰
۶۔ مکرم جاوید احمد صاحب -/۵۰۰
۷۔ مکرمہ امتہ الکریم بٹ صاحبہ ربوہ -/۵۰۰
۸۔ شیخ رحمت اللہ صاحب دارالعلوم غربی ربوہ -/۱۰۰۰
۹۔ مکرم عابد صاحب -/۵۰۰
۱۰۔ چوہدری خورشید محمد صاحب لاہور -/۱۰۰۰
۱۱۔ مکرمہ مسعودہ اختر صاحبہ بذریعہ سید محبوب جنود اللہ صاحب سرگودہا -/۵۰۰
۱۲۔ مکرم لئیق احمد صاحب آف ماڈل ٹاؤن لاہور -/۱۰،۰۰۰
۱۳۔ مکرم ناصر احمد شاہ صاحب کراچی بذریعہ ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب -/۵۰۰
۱۴۔ مکرمہ بیگم حمید افضال بھٹی صاحب راولپنڈی -/۶۰۰
۱۵۔ مکرم نصیر احمد صاحب ربوہ -/۵۰۰
۱۶۔ مکرم چوہدری خورشید محمد صاحب لاہور -/۵۰۰
۱۷۔ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب منصورہ -/۵۰۰
۱۸۔ از طرف جماعت احمدیہ چک چہور سانگلہ ہل -/۲۲۰۰
۱۹۔ مکرم انور محمود خاں صاحب امریکہ -/۵۰۰
۲۰۔ مکرم رشید احمد صاحب قلعہ کالروالا سیالکوٹ -/۵۰۰
۲۱۔ مکرمہ مسز بشریٰ داؤد صاحبہ جرمنی -/۵۳۵
۲۲۔ مکرمہ ڈاکٹر امتہ السمیع صاحبہ واہ کینٹ -/۱۱۰۰
۲۳۔ مکرم فاروق احمد صاحب مظہر فرینکفرٹ جرمنی -/۱۰۰۰
۲۴۔ مکرمہ درثمین صاحبہ جرمنی -/۱۰۰۰
۲۵۔ مکرمہ غزالہ صاحبہ جرمنی -/۱۰۰۰
۲۶۔ مکرم ظہیر الدین صاحب و انکے احباب -/۱۰۰۰
۲۷۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر -/۱۰۰۰
۲۸۔ مکرم ملک حمید الحق صاحب شیخوپورہ -/۵۰۰۴

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔

خبریں

ملکی خبریں

● صدرِ مملکت غلام اسحٰق خان اور گورنر پنجاب ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان نے بہاولنگر کے علاقے منیر آباد میں پیپلز پروگرام کے تحت زیرِ تکمیل واٹر سپلائی سکیم کو سبوتاژ کرنے کے سلسلے میں تحقیقات کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ یہ سکیم ۲۹ لاکھ روپے مالیت کی تھی جسکی صدر نے منظوری دی تھی۔ ضلعی انتظامیہ نے تعمیر شروع ہونے کے بعد پائپ اکھڑوا دیئے۔ مشینیں اتروا دیں اور عملے کو گرفتار کر لیا

● صدرِ پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ ۵۰۰ صنعتی مزدوروں کو حج پر بھیجا جائے گا۔

● غلام مصطفٰے کھر نے متنبہ کیا ہے کہ اگر بے نظیر کو زبردستی قیادت سے ہٹانے کی کوشش کی گئی تو ملک باقی نہیں رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف بھٹو دشمن قوتوں کے ہاتھ میں ہتھیار ہیں ہم ان سے یہ ہتھیار چھین لیں گے۔

● ۲۰، دسمبر سے بجلی کی باضابطہ لوڈشیڈنگ شروع کر دی گئی ہے اس لوڈشیڈنگ سے ۲۲، ارب روپے کا نقصان متوقع ہے۔

● ملک بھر کے اخبارات تشدد اور دباؤ کے خلاف خصوصی دن منائیں گے اخبارات کی آزادی کے خلاف اقدامات کی مزاحمت کیلئے یہ دن منایا جائے گا۔

● حیدر آباد میں سینکڑوں برقعہ پوش عورتوں نے کرفیو کی پابندیاں توڑ کر جلوس نکالا۔ انہوں نے اپنے شوہروں اور بیٹوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

● تحریکِ استقلال کے سربراہ اصغر خان نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کے وزراء سرمایہ بیرون ملک بھیج رہے ہیں

● نوشہرہ کے تین کالج غیر معینہ مدت کے لئے بند کر دیئے گئے

غیر ملکی خبریں

● رومانیہ میں جمہوریت اور آزادی کے لئے عوامی تحریک کا بڑے پیمانے پر آغاز ہونے کے بعد ایک بڑے شہر تیمورا میں عوام اور فوج کے درمیان خونریز جھڑپوں میں ہزاروں افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ فوج نے گولیاں برسانے کے علاوہ عوام پر ٹینک چڑھا دیے۔ اطلاعات کے مطابق کم از کم ایک ہزار افراد ہلاک ہو گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ پولینڈ کے بعد مشرقی جرمنی میں یہ دوسرا بڑا ملک ہے جہاں عوام کو کچلنے کیلئے بڑے پیمانے پر فوجی کاروائی کی گئی ہے۔ ملٹری ایکشن کے نتیجے میں تمام ہسپتال لاشوں اور زخمیوں سے بھر گئے۔ شہر کی مکمل ناکہ بندی جاری ہے اور دوسرے شہروں سے آنے والوں میں سے کسی کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

● اردن میں بائیس برس بعد مارشل لاء کے ضابطے معطل کر دیئے گئے ہیں حکومت اردن نے اس موقعہ پر اقتصادی مشکلات پیدا کرنے کے ذمہ دار افراد کیخلاف مقدمات چلانے کا وعدہ کیا ہے۔ وزیرِ اعظم نے پارلیمنٹ میں اپنی حکومت کا پروگرام پیش کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ مارشل لاء کو آئینی طور پر بہت جلد ختم کر دیا جائے گا۔

● سری نگر کے مختلف حصوں میں کرفیو کے وقفے کے فوراً بعد ۱۹، دسمبر کو پولیس اور عوام کے درمیان خونریز جھڑپیں شروع ہو گئیں نواب بازار ایریا میں سینکڑوں کی تعداد میں مظاہرین سڑکوں پر نکل آئے

آئیڈیل پبلک سکول

۳۵/۷ دارالرحمت غربی (سابقہ عمارت دفتر الفضل) ربوہ

نرسری تا پنجم جماعت میں داخلے جاری ہیں

اوقات

۱۰ بجے تا ۱۲ بجے

زیر نگرانی: مرزا امیر احمد
ایم ایس سی۔ بی ایڈ

سرزمینِ قادیان کا اولین

مشہور دواخانہ

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴۷، ربوہ فون ۹۰۶

ملتان فون ۳۱۰۲۶، قلعہ کالروالا، کراچی